پاکستان اپنے مسائل کے سامنے پھر تنہا کھڑا ہوگا۔ افغانستان کا بحران پاکستان میں بھی داخل ہوسکتا ہے کیونکہ یہ ہم دیوار ہم سایے ہیں۔ جنگ گروپ نے فرنٹ لائن اسٹیٹ کے سب سے بڑے اخباری گروپ ہونے کے حوالے سے اپنا فرض سمجھا کہ وہ دنیا بھر میں رابطے کر کے ایسے اسکالرز کو فرنٹ لائن اسٹیٹ میں اظہار خیال کی دعوت دے جو اسلامی تعلیمات اور جدید علوم میں امتزاج کے قائل ہیں، جو دنیائے اسلام اور مغرب کے معاملات پر گہری نظر رکھتے ہیں۔

۱۱ ستمبر کے واقعات کے بعد عالم اسلام کو یقیناً ایک نیا چیلنج درپیش ہے۔ دہشت گردی کے حوالے سے امریکا، جرمنی، برطانیہ، جہاں جہاں بھی گرفتاریاں ہوئی ہیں، صرف مسلمان نوجوانوں کی ہوئی ہیں۔ تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا صرف مسلمان ہی دہشت گرد ہیں؟ مسلمان امریکا سے نفرت کیوں کرتے ہیں؟ کیا یہ دو تہذیبوں کا تصادم ہے؟ کیا یہ اسلام کو بدنام کرنے اور مسخ کرنے کی سازش تو نہیں ہے۔ مسلمان نوجوان خود ہتھیار اٹھانے پر کیوں مجبور ہو رہا ہے؟ مسلمان حکومتیں کیا اپنا کردار ادا نہیں کر رہی ہیں؟ کیا مسلمان ملکوں میں سول سوسائٹی ہے؟ کیا مسلمان ملکوں میں جمہوری آزادیاں ہیں؟ یہ اور بہت سے دوسرے سوالات ہیں جن کا جواب آپ کو یقیناً یہ محترم اور معزز اسکالرز دیں گے۔ ہمیں امید ہے کہ یہ دوروزہ سیمینار عالم اسلام میں بیداری کی نئی لہر پیدا کرنے کے لیے ایک نقطہ آغاز ہوگا۔

میں جنگ گروپ کی طرف سے تمام مسلمان اسکالرز، مسلمان ملکوں کے تعلیمی اداروں، مسلمان ملکوں کی حکومتوں، مسلمان ملکوں کے اخباری اداروں کو یہ پیشکش کرتا ہوں کہ وہ اپنی معلومات، تفصیلات ہمیں بھجوائیں، ہم انہیں محفوظ بھی کریں گے، دنیا تک پہنچائیں گے۔ ہم تمام مسلم اور غیر مسلم اسکالرز کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ حالات حاضرہ پر اپنے خیالات ہمیں بھجوائیں، ہم اسے اردو، انگریزی دونوں زبانوں میں شائع کریں گے۔ جنگ گروپ عالم اسلام اور مغرب کے درمیان ایک پل، ایک رابطے کا منصب ادا کرنے کے لیے تیار ہے۔ ہمیں معلوم ہے کہ ۱۱ ستمبر کے بعد شروع ہونے والی جنگ ایک طویل جنگ ہے جو برسوں نہیں' صدیوں جاری رہ سکتی ہے۔ ہم سب کو اس کے لیے بھرپور تیاری کی ضرورت ہے۔ ایک جامع حکمت عملی ترتیب دینے کی ضرورت ہے۔ یہ سیمینار ایک نقطہ آغاز ہے۔ اس میں مقالات پیش کرنے والے اس جنگ کا ہراول دستہ ہیں۔

وزیر داخلہ جناب معین الدین حیدر

وفاقی وزیر داخلہ لیفٹیننٹ جنرل (ر) معین الدین حیدر نے کہا کہ موجودہ حکومت پاکستان کو ایک معتدل، ترقی پسند اسلامی ریاست بنانے کی جدوجہد کر رہی ہے۔ پاکستان میں کوئی بھی اسلام کے خلاف نہیں ہے اور نہ ہم چند قاعدہ پڑھ لینے والے جاہلوں کے ہاتھوں میں ملک کی باگ ڈور دے سکتے ہیں۔ وقت آ گیا ہے کہ ہم پاکستان کے بنیادی مسائل کا تدارک کریں اور اقتصادی طور پر ملک کو مستحکم بنائیں۔ خود کو مضبوط بنا کر ہی چیلنجوں کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔

۱۱ ستمبر کے بعد ایک نئی دنیا نے جنم لیا ہے بالخصوص مسلم ممالک اور مسلمانوں کے لیے نئے چیلنج سامنے آئے

ہیں۔ مغربی طاقتوں نے ایک اتحاد تشکیل دیا ہے۔ ایک خدشہ پیدا ہو گیا ہے کہ مستقبل کا ہدف مسلم ممالک ہو سکتے ہیں۔ ان حالات نے کئی سوالات کو بھی جنم دیا ہے کہ اس صورت حال میں مسلم ممالک کو کیا کرنا چاہیے؟ مغربی طاقتیں کہہ رہی ہیں کہ یہ جنگ اسلام کے خلاف نہیں ہے لیکن وقت کے ساتھ ساتھ زمینی حقائق کھلتے جا رہے ہیں۔ سوال یہ پیدا ہو رہا ہے کہ اسلامی ممالک کس طرح ان چیلنجوں کا سامنا کریں گے؟ اس کے لیے ہمیں اپنی عوام کو تعلیم اور شعور دینا ہوگا، تحقیق کرنا ہوگی، جدید ٹیکنالوجی اور معلومات حاصل کرنا ہوں گی، اسلامی ممالک میں پاپولر حکومتیں بنانا ہوں گی اور جہاں تک ممکن ہو، تنازعات اور جنگوں سے اجتناب کرنا ہوگا اور خود کو مستحکم کرنا ہوگا کیونکہ کمزور ممالک یا تو میں کسی بھی چیلنج کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ پہلے ہمیں اپنے ممالک کے ہاؤسز کو ''ان آرڈر'' لانا ہوگا۔ جب ہم خود ''ان آرڈر'' ہوں گے تو چیلنجوں کا مقابلہ کر سکیں گے۔

مسلم دنیا کا کوئی ڈائنامک فورم نہیں ہے جہاں مل بیٹھ کر اپنے مسائل کا تجزیہ کر سکیں، ان کا حل تلاش کر سکیں اور اس پر عمل کر سکیں یا اسلامی ممالک کا مقدمہ موثر اور ٹھوس انداز میں دنیا کے سامنے پیش کر سکیں۔ جبکہ جی ایٹ جیسے ادارے اکثر ملتے ہیں، فیصلہ کرتے ہیں اور پھر دوسرے دن سے ہی ان پر عمل شروع ہو جاتا ہے۔ یہ محض ڈی بیٹنگ سوسائٹیز نہیں ہیں۔

اسلامی ممالک کے میڈیا کے حوالے سے اٹھائے گئے سوالات کا احاطہ کرتے ہوئے معین حیدر نے کہا کہ اس کے لیے وسیع سرمایے کی ضرورت ہے تاہم بنیادی بات تعلیم کی ہے۔ اگر ہمارے پاس تعلیم ہوگی تو مختلف سطح پر منفی پروپیگنڈے کا موثر جواب دے سکیں گے۔

پاکستان مسلم اور غیر مسلم ممالک سے اچھے تعلقات کا خواہاں ہے اور ہمارا ایسے ممالک کے ساتھ تعاون بھی جاری ہے جس کی بڑی مثال عوامی جمہوریہ چین ہے۔ پاکستان کو ایک معتدل، اسلامی ترقی پسند ملک بننے کے اقدامات موجودہ حکومت نے ۱۱ ستمبر سے قبل ہی شروع کر دیے تھے۔ اگست کے مہینے میں دو جماعتوں کو، جن پر مسلح ہونے کا الزام تھا، ان پر پابندی لگا دی گئی ہے۔ شہریوں سے اسلحہ واپس لیا جا رہا ہے، مساجد میں جہاد کے نام سے چندہ لیا جاتا ہے اور پتہ نہیں کہاں چلا جاتا ہے۔ اس کو روکا جا رہا ہے۔

ہم مدرسوں کے خلاف نہیں ہیں مگر ہماری کوشش ہے کہ مدرسے اپنا وہ تاریخی کردار ادا کریں جو ماضی میں ہوا کرتا تھا جہاں سے اہل علم و دانش پیدا ہوتے تھے۔ اس مقصد کے لیے ہم مشاورت کے ساتھ ایسے اقدامات کر رہے ہیں جن سے مدرسے اپنی سابقہ حیثیتوں میں بحال ہو جائیں۔

افغانستان میں جو کچھ ہوا، پاکستان نے بہت پہلے انہیں آگاہ کیا تھا، مشورہ دیا تھا۔ پاکستان کے لیے یہ ممکن نہیں کہ وہ پڑوسی ملک کے معاملات میں شریک ہو۔ ہم نے واضح کر دیا تھا کہ افغانستان میں جو کچھ ہوگا، وہ خود اسے نمٹیں